صاحب المحاسن والفواضل

سماحۃ الشیخ العلامہ

عبدالعزیز بن باز

رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر محمد یاسین ظفر چوہدری
پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

دنیائے اسلام میں آج بھی ایسی نابغہ روزگار ہستیاں پائی جاتی ہیں۔ جو اپنے قول عمل اور کردار کے آئینہ میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ اس مادیت پرستی کے دور میں ایسی شخصیات کا وجود مسعود پوری امت کیلئے باعث طمانیت ہے۔

> آپ بلاشبہ موجودہ عصر کے امام تھے اور آیت من آیات اللہ تھے۔ آپ موجودہ علماء کیلئے ایک قدوہ ہیں زہد وتقویٰ اور ورع میں آپ عدیم المثال ہیں بہت عبادت گزار تھے ہر وقت آپ کی زبان اللہ کا ذکر کرتی پیر کے دن روزے سے ہوتے تہجد گزار اور نوافل کا اہتمام کرتے یہ اعلیٰ وارفع مقام اسی ریاضت کا نتیجہ ہے آنکھوں کی نعمت سے محروم ہونے کے باوجود آپ نے کمال درجے کی زندگی گزاری ہے اور نور بصیرت سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک اجر وثواب کا باعث ہیں۔

اور بلاشبہ یہ لوگ ولایت کے درجے پر فائز ہیں۔ دولت، منصب اور عہدوں سے بے نیاز یہ لوگ مرجع خلائق ہیں اور پوری امت کی رہنمائی اور ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں ان میں ایک یکتہ اور منفرد شخصیت شیخ الاسلام آیت من آیات اللہ سماحۃ الشیخ العلامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز تھے جو تمام حلقوں میں یکساں مقبول اور ہر دل عزیز تھے۔

نام و نسب: حضرت الامام العلامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ آل باز۔

ولادت: آپ 12 ذی الحجہ 1330ھ کو ریاض میں پیدا ہوئے۔ یہیں پر آپ کا بچپن، لڑکپن اور جوانی حتیٰ کہ بڑھاپا گزرا۔

پرورش: آپ نے نہایت پاکیزہ ماحول میں پرورش پائی ایسا ماحول جو دنیاوی خرافات اور بدتہذیبی سے پاک تھا۔ ریاض اہل علم کی آماجگاہ تھی۔ اور داعی اسلام اور مجدد محمد بن عبدالوہاب کی دعوتی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ خاص کر جب ملک عبدالعزیز آل سعود نے ریاض پر اپنا قبضہ مستحکم کرلیا تو انہوں نے شریعت نافذ کر کے تمام کوتاہیوں کا ازالہ کر دیا۔ ایسے علمی ماحول میں آپ نے تربیت پائی۔

تعلیم: آپ نے بالغ ہونے سے قبل ہی قرآن حکیم حفظ کرلیا اور یہ رواج اہل علم کے ہاں پایا جاتا تھا کہ دیگر علوم کو حاصل کرنے سے قبل قرآن حکیم کو حفظ کرلیا جائے۔ تحصیل علم میں آپ کی والدہ ماجدہ کا بڑا کردار ہے۔ جو ہمیشہ آپ کی حوصلہ افزائی فرماتی تھیں۔ اور آپکو شوق دلاتی تھیں اور لمحہ بہ لمحہ آپ کی نگرانی فرماتی تھیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ پہلے پہل آپ بینا تھے اللہ تعالیٰ کا فیصلہ غالب ہے۔ 1336 میں آپ کی آنکھیں خراب ہوئیں اور علاج کے باوجود 1350 میں آنکھیں ضائع ہوگئی لیکن طلب علم میں

یہ چیز رکاوٹ نہ بنی۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ ذوق و شوق کے ساتھ آپ پڑھنے لگے۔

ممتاز علماء اور فقہاء سے آپ فیض حاصل کرنے لگے۔ آپ شروع سے ہی نہایت متواضع بلند اخلاق کے مالک تھے ملنسار اور کریم النفس تھے۔ اگرچہ آپ بصارت سے محروم ہو گئے لیکن آپ نے بے حد صبر سے کام لیا۔ اور اللہ تعالی پر بھروسہ کیا۔ یہی باعث ہے کہ آپ کا حافظہ بے حد قوی تھا۔ اور یاداشت بہت زیادہ تھی کتب احادیث حفظ تھیں کسی حدیث پر بات ہوتی آپ حدیث کی سند اور متن پڑھ دیتے۔ جہد مسلسل کے نتیجہ میں آپ کا شمار کبار علماء میں ہونے لگا۔

آپ کے خاندان کا علمی مقام:

آپ کا خاندان علم و فضل اور زھد و ورع میں کمال درجے کو پہنچا ہوا تھا۔ خاندان کے کچھ افراد تجارت سے تعلق رکھتے تھے آپ کے قبیلے کے ممتاز عالم دین الشیخ عبدالمحسن بن احمد بن عبداللہ بن باز تے۔ آپ نے الشیخ ناصر بن عید رحمہ اللہ سے علم حاصل کیا۔ جو کہ فقہ کے معروف عالم تھے۔ اسی طرح الشیخ حمد بن عتیق کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جو کہ نجد کے معروف علماء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کے ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ گہرے مراسم تھے۔ اور دو سال تک حلوۃ کے قاضی بھی رہے۔ آپ کی وفات 1342ھ میں ہوئی۔ اس طرح آپ کے خاندان سے الشیخ مبارک بن عبدالمحسن بن باز بھی نامور علماء میں شمار ہوتے ہیں آپ 1303 میں پیدا ہوئے۔ الشیخ اسحاق بن عبدالرحمن الشیخ ابراہیم بن عبداللطیف، الشیخ محمد بن محمود الحسنی، الشیخ جلعود رحمہم اللہ تعالی ایسے نابغہ روزگار ہستیوں سے شرعی علوم حاصل کئے۔

ملک عبدالعزیزؒ نے جب حجاز کا نظام سنبھالا تو انہیں طائف کا گورنر مقرر کیا آپ کا شماران ممتاز علماء میں ہوتا تھا جنہیں ملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ بھیجتے تھے تا کہ وہاں کے علماء کے ساتھ بحث و مناظرہ کریں اور خالص توحید اور کتاب وسنت کے منہج پر بات کریں۔ اللہ تعالی نے آپ کے ذریعے بہت لوگوں کو فیض پہنچایا۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کا تعلق ایک ایسے گھرانے سے تھا جو علم وفضل میں بلند مقام رکھتے تھے۔

اخلاق وسیرت: متبسم اور مسکراتا کتابی چہرہ، گندمی رنگ، چپٹی ناک، ہلکی داڑھی، کھلی چھاتی متوسط قد، نرم و نازک ہاتھ پاؤں، آپ علماء سلف کا بہترین نمونہ تھے۔

آپ ہمیشہ پاکیزہ اور صاف ستھرے رہتے۔ سفید لباس زیب تن رکھتے۔ آپ کی ہیبت کے تمام لوگ معترف تھے۔ مجلس میں نہایت متانت اور سنجیدگی اختیار کرتے۔ اور کسی کو آپ کی مجلس میں اونچا بولنے کی جسارت نہ ہوتی۔ اللہ تعالی کے خاص فضل سے تمام علماء امراء اہل اقتدار آپ کا بے حد احترام کرتے۔ آپ لغو اور فضول باتوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں قہقہہ کا تصور نہ ہوتا تھا۔ آپ کی صحبت میں اللہ کا ذکر اور فکر آخرت کے موضوع پر گفتگو ہوتی۔ معاشرہ میں آپ کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ عاجزی اور انکساری کا بہترین نمونہ تھے ارادے کے پختہ اور قادرالکلام تھے۔ قوت ارادی کے مالک اور علو ہمت تھے۔

فصاحت و بلاغت: عربی زبان کی خوبصورتی اور شیرینی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ یہ قرآن حکیم اور پیارے پیغمبر ﷺ کی زبان مبارک ہے۔ دین اسلام کو سمجھنے کا ایک ذریعہ ہے۔

آپ کا شمار بھی بہترین فصیح و بلیغ اصحاب میں ہوتا ہے علم نحو اور عربی ادب میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ آپ کے مضامین، کتب، خصوصی محاضرات اور دروس میں اسکا اظہار ہوتا تھا۔ سلیس

> آپ کی خوبیوں میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھی جائے گی کہ آپ آواز کو بھی پہچانتے تھے۔ لا تعداد ایسے واقعات ہیں کہ لوگ الشیخ سے ملے دوبارہ ایک مدت کے بعد ملاقات ہوئی لیکن سلام کہنے پر اس کا نام لیتے تھے

اور آسان زبان بولتے جو عام فہم ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے دروس سے عام لوگ بھی مستفید ہوتے تھے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اہل علم سے جو اصحاب بینائی سے محروم ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت حافظہ کے ساتھ فصاحت و بلاغت کی نعمت سے نوازا ہے۔ آپ بہترین خطیب اور مدرس تھے اپنی گفتگو کو نہایت منظم انداز سے پیش کرتے۔ حسن تربیت کا ایک ایسا انداز شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتا تھا۔

حافظہ اور علمی استحضار: آپ کے اوصاف حمیدہ میں یہ بات بے حد اہمیت کی حامل ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کمال درجے کا حافظہ دیا تھا یہی باعث ہے کہ کسی بھی موضوع پر بات ہوتی آپ بہت جلد دلائل و براہین کے ساتھ گفتگو میں شامل ہو جاتے۔ مسائل میں اس قدر استحضار بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ آپ سے جب کبھی کسی حدیث کے بارے میں استفسار ہوتا آپ نہ صرف متن حدیث ذکر کرتے بلکہ حدیث کی صحت سند پر مکمل بحث کے ساتھ ساتھ محدثین کے اقوال بھی ذکر کر جاتے اور سننے والا ورطہ حیرت میں رہ جاتا۔ آپ کو صحیحین مکمل حفظ تھیں۔ آپ اپنی گفتگو میں قرآن و حدیث کے دلائل کے انبار لگا دیتے تھے موقعہ مناسبت سے بہترین استدلال پیش کرتے کہ سننے والے کو لطف آ جاتا۔

آپ کی خوبیوں میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھی جائے گی کہ آپ آواز کو بھی پہچانتے تھے۔ لاتعداد ایسے واقعات ہیں کہ لوگ الشیخ سے ملے دوبارہ ایک مدت کے بعد ملاقات ہوئی لیکن سلام کہنے پر اس کا نام لیتے تھے۔ یہ بات ذاتی تجربے میں بھی آئی کہ ایک دفعہ میاں فضل حق رحمہ اللہ اور الشیخ عبدالرحمٰن ناصر کی معیت میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ہم افطاری سے قبل آپ کے ہاں پہنچے۔ مجلس میں رونق افروز تھے سلام عرض کیا فوراً میاں صاحب کو پہچان لیا اور فرمایا: اھلا الشیخ میاں" اس کے بعد الشیخ عبدالرحمٰن ناصر سے ملے ان کی یہ ملاقات کئی برسوں کے بعد تھی تھوڑی سی گفتگو ہوئی تو الشیخ رحمہ اللہ نے پہچان لیا اور ان کے ہم جماعتوں کا پوچھنے لگے۔ سب حیران رہ گئے۔ کہ اتنی مدت کے بعد بھی آپ کو نام یاد ہے۔ آپ نہایت فہم و فراست کے مالک تھے۔ یہ عمدہ صفت اکثر اکابر علماء میں پائی جاتی ہے۔ امام ابن قیم فرماتے ہیں: صاحب ایمان شخص کی فراست کا سبب وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں ودیعت کرتے ہیں اور وہ حق و باطل میں تمیز کرتا ہے۔ بلاشبہ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ بھی ان علماء دین میں سے ایک تھے یہی باعث ہے کہ آپ اپنی صحبت میں آنے والوں کو بخوبی پہچانتے اور ان کی حیثیت کے مطابق مقام دیتے تھے۔ پیش آمدہ مسائل کو بھی نور بصیرت سے دیکھتے اور حسب حال جواب سے نوازتے تھے۔ آپ کی فراست ہی سے سعودیہ میں علماء کی قدر و منزلت ہوئی۔ اور سعودی حکمرانوں نے انہیں علو مرتبہ پر فائز رکھا۔

حسن اخلاق: الشیخ ابن باز کا شمار ان اصحاب میں ہوتا ہے جو اپنے عمدہ اخلاق اور حسن معاملہ کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت کرتے ہیں آپ انتہائی کریم النفس تھے۔ پاکیزگی تقویٰ آپ کا شعار تھا۔ تواضع، انکساری، آپ کا طرہ امتیاز اور آپ کا اسلوب بیان نہایت سادہ اور مہمان نوازی میں اعلیٰ و ارفع روایات کے حامل تھے۔

عجز و انکساری میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اخلاص نیت کے پیکر تھے اور للّٰہیت کے پہاڑ تھے۔ آپ اپنی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ تھے۔ لیکن اللہ کے حضور عاجزی و انکساری کا بہترین نمونہ تھے ظاہری آرائش و زیبائش تصنع اور تکلفات کے عادی نہ تھے آپ کی مجلسوں میں فقراء، مساکین کی کثرت ہوتی اور آپ کا رویہ نہایت مشفقانہ ہوتا۔

زھد و تقویٰ: بلاشبہ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ آیۃ من آیات اللہ تھے۔ عصر حاضر کے ولی تھے دنیا سے لاتعلق اور فکر آخرت کے داعی تھے۔ خود ہمہ وقت اسی فکر میں رہتے اور آخرت کی بہتری کیلئے سوچ و بچار کرتے رہتے۔ اپنی مجلس میں مدح سرائی کو ناپسند کرتے خود پسندی اور خوشامد سے بچتے تھے اور دوسروں کو بھی یہ تلقین کرتے کہ وہ یہ طریقہ اختیار نہ کریں۔ ہمیشہ صاف گوئی سے کام لیتے تھے نہایت محتاط گفتگو کرتے۔ آپ کا دل نیکیوں کی آماجگاہ تھا۔ محارم سے بچتے، چغلی، غیبت کو قریب نہ آنے دیتے اور حاضرین مجلس کو ایسا کرنے پر سخت تنبیہ کرتے۔ آپ ہمیشہ سچ بولتے اور اس کا خصوصی اہتمام کرتے۔ کہ کہیں کوئی غلط بات کی نسبت بھی ان کی طرف نہ ہو جائے۔ آپ بڑی سے بڑی مجلس میں

حق گوئی کا فریضہ سرانجام دیتے۔

آپ امانت و دیانت داری کے پیکر تھے اور اسلامی اخلاق وصفات میں یہ امتیاز تو علماء کا رہا ہے کہ وہ پوری زندگی امانت و دیانت کا حق ادا کرتے رہے۔ آپ بھی ان میں سے ایک تھے۔ یہ امانت و دیانت صرف لوگوں کے احوال میں ہی نہیں۔ بلکہ صحیح اسلامی افکار کو دوسروں تک پہنچانے میں بھی آپ نے یہ حق ادا کیا حتیٰ کہ اہل اقتدار کو بھی پند و نصائح کرتے وقت آپ نے امانت و دیانت سے کام لیا۔

آپ نہایت حلیم طبع تھے بردباری ایسی صفت ہے جسے پیغمبر اسلام ﷺ نے بہترین خصلت قرار دیا ہے۔ وسیع الظرف تھے آپ کے ناقدین انتہائی سخت لہجہ میں گفتگو کرتے مگر آپ ہمیشہ مسکرا کر نرم لہجے میں بات کرتے تھے۔ آپ کی جود و سخا ہر خاص و عام کیلئے تھی۔ دنیا کا کوئی خطہ ایسا نہیں ہوگا جہاں آپ کی عطا اور تعاون سے کوئی مسجد مدرسہ یا دیگر رفاہی کام نہ ہوتے ہوں آپ کے پاس اکناف عالم سے لوگ آتے اور تعاون طلب کرتے کمال تو یہ تھا کہ کسی کو انکار نہ کرتے بلکہ ہر آنے والے کی مہمان نوازی کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرتے اور مدد دیتے۔ حوصلہ افزائی کرتے، اصحاب خیر کے نام خطوط لکھ کر دیتے۔ آپ کو عصر حاضر کا حاتم طائی بھی کہا جاتا تھا۔

آپ کا دسترخوان اتنا وسیع تھا کہ ہمہ وقت آپ کی ضیافت میں بے شمار مہمان ہوتے خاص کر طلبا کے ساتھ خصوصی شفقت فرماتے۔ ان کی کفالت کرتے اور دینی علوم کے حصول کیلئے ہر ممکن تعاون کرتے۔ ایسے لاتعداد طلبہ جو اپنے بچوں کے ہمراہ سعودیہ میں مقیم تھے۔ الشیخ رحمہ اللہ نہ صرف ان کے کفیل تھے بلکہ ویزہ کا مستقل بندوبست بھی کرتے۔ اور سعودی حکومت کو اللہ تعالیٰ جزاء دے وہ الشیخ رحمہ اللہ کی وجہ سے تمام طلبہ کو ویزہ جاری کر دیتے۔ عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے مسلمان آپ کی کریم النفسی سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

بلاشبہ آپ کی سخاوت اور مہمان نوازی ہمارے لئے ایک مثال ہے۔ آپ بخل اور تنگ نظری سے کام نہ لیتے تھے۔ جس قدر ممکن ہوتا بھرپور تعاون فرماتے۔

عجز و انکساری میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ اخلاص نیت کے پیکر تھے اور للّٰہیت کے پہاڑ تھے۔ آپ اپنی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ تھے۔ لیکن اللہ کے حضور عاجزی و انکساری کا بہترین نمونہ تھے ظاہری آرائش و زیبائش تصنع اور تکلفات کے عادی نہ تھے آپ کی مجلسوں میں فقراء، مساکین کی کثرت ہوتی اور آپ کا رویہ نہایت مشفقانہ ہوتا

آپ کا علمی مقام: اس میں شک نہیں کہ دنیا میں سب سے اشرف اور ارفع مرتبہ علمائے دین کو حاصل ہے اس لئے کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کی ذمہ داری دعوت و تبلیغ کو جاری و ساری رکھتا ہے۔

اسلام کی نظر میں ایک عالم کی شان یہ ہے کہ وہ کتاب و سنت کے علوم سے مسلح ہو۔ اور تفسیر قرآن اور شروحات پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ اور اپنی زندگی کی تمام خواہشات کو قربان کر دینے والا ہو وہ عملی میدان میں چلتا پھرتا قرآن ہو۔ اور لوگوں کیلئے بہترین نمونہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہی اوصاف علامہ ابن باز رحمہ اللہ میں پیدا کر رکھے تھے۔ اور لوگوں کے دلوں میں انکی گہری محبت تھی قبولیت کا یہ عالم تھا کہ آپ سے تعلق باعث اعزاز سمجھا جاتا تھا اور نہ صرف سعودی عرب سے بلکہ پوری دنیا سے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے جسکا تسلی بخش جواب دیتے۔ اسی وجہ سے آپ کو مفتی عام کا درجہ حاصل تھا۔ اور ساری دنیا کے مسلمان آپ کے فتویٰ کو دل و جان سے قبول کرتے تھے۔ لوگ انہیں معلم مربی مشفق کا درجہ دیتے تھے آپ طلبہ کیلئے استاذ فقیروں کیلئے محسن ضعیفوں اور کمزوروں کیلئے رحیم اور ضرورتمندوں کیلئے کریم تھے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بڑی حکمت اور بصیرت کے ساتھ سرانجام دیتے تھے اپنی دعوت کو دلائل سے مزین کر کے پیش کرتے تھے۔ اور منکرات سے شدید نفرت کرتے۔

اور عقلی اور نقلی دلائل سے دوسروں کو قائل کرتے۔

آپ کا شمار باعمل علماء میں ہوتا ہے۔ اپنی زندگی میں پیارے پیغمبر ﷺ کو قدوۃ سمجھتے تھے۔ اور زندگی کے ہر پہلو میں اتباع فرماتے اور صحابہ کرام کی زندگی کو مشعل راہ سمجھتے تھے۔

آپ کے علمی مقام کے سب معترف ہیں۔ کتاب وسنت کے آپ محافظ اور امین تھے اور اپنی زندگی اسکی تبلیغ کیلئے وقف کر رکھی تھی بدعت و خرافات کے خلاف ڈٹ جاتے اور اصلاح احوال کیلئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے تھے۔ مختصر مگر مدلل گفتگو کرتے کسی سے بحث ومباحثہ نہ کرتے۔ اکثر مختصر گفتگو کرتے۔

آپکو یہ بلند مقام ومرتبہ اسی وجہ سے ملا کہ آپ کسی کی ملامت کو خاطر میں نہ لاتے اور ہمیشہ صحیح بات کرتے۔ اور کسی سے ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے۔ ہمیشہ یہ بات ذہن نشین کراتے کہ اللہ تعالیٰ کے اس عہد کو یاد رکھو کہ حق کے علاوہ کچھ نہیں کہو گے۔ کتاب وسنت کی پیروی میں کوتاہی نہ کرتے آپ کا یہ بھی کمال تھا کہ اگر کوئی یہ نشاندہی کرتا کہ فلاں عمل کتاب وسنت کے منافی ہے تو فوراً رجوع کر لیتے اور آئندہ صحیح سنت کا عمل اختیار کرتے۔

آپ کا امتیاز یہ بھی تھا کہ کتاب وسنت کے سامنے دیگر علماء وفقہاء کے اقوال پیش نہ کرتے اور نہ ہی انہیں قبول کرتے فرمایا کرتے تھے کہ حق ایک ہے متعدد نہیں ہیں۔ سلف صالحین کا عمل اور طریقہ بطور نمونہ سامنے رکھتے تھے خاص کر اتباع سنت کیلئے آپ امام مالک کے اس واقعہ کو مدنظر رکھتے۔

امام مالک بن انس اور ہارون الرشید کے درمیان یہ مکالمہ ہوا تھا۔ جب ہارون الرشید مسجد نبوی سے احرام باندھنا چاہتے تھے اور علت یہ بیان کی کہ احرام کی حالت میں چند میل زیادہ چلوں گا کیونکہ میقات مسجد نبوی سے کافی باہر ہے۔ تو اس موقعہ پر امام مالک نے فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم ۔ پیارے رسول ﷺ کی مخالفت میں آپ کا منہج بھی یہی تھا۔

آپ کی علمی فوقیت کی ایک بڑی وجہ قرآن و حدیث کے نصوص سے براہ راست استدلال ہے اور کبھی بھی عقلی دلائل کو ترجیح نہ دیتے۔ مصلحت سے بالاتر ہو کر مسئلہ بیان کرتے اور ہمیشہ امت اور قوم کی خیر خواہی کو مدنظر رکھتے تھے۔

دینی حمیت کا یہ عالم تھا کہ جب کوئی شخص دین کے بارے میں تشکیک پیدا کرتا یا ہرزہ سرائی کرتا فوراً اس کا محاسبہ کرتے۔ اور اس کی آراء پر مکمل گرفت کرتے تھے اور یہ کام ترجیحاً کرتے اس بارے میں کسی کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے بلکہ حق کو ثابت کرتے اور دلائل کے انبار لگا دیتے تھے سچی بات تو یہ ہے کہ آپ ڈھال کا کام کرتے تھے۔ اور پوری امت کی طرف سے یہ فریضہ اکیلے سرانجام دیتے تھے۔

اسی طرح جب آپ کے علم میں یہ بات آتی کہ فلاں شخص دین کا کام کر رہا ہے اور شریعت کے نفاذ کیلئے کوشاں ہے تو اس کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک دفعہ رمضان المبارک میں آپ کے ساتھ افطاری کر رہے تھے کہ مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی وفقہ اللہ نے یہ خبر دی کہ نواز شریف شریعت کے نفاذ کیلئے آرڈیننس اسمبلی میں پیش کر رہا ہے اور بل منظور ہونے کی صورت میں پاکستان میں نفاذ شریعت کا عمل شروع ہو جائیگا۔ نماز مغرب کے بعد آپ نے سیکرٹری کو بلایا اور ایک طویل خط نواز شریف کو لکھا جس میں چند نصیحتوں کے ساتھ اس عمل کی حوصلہ افزائی فرمائی حالانکہ لوگوں کی کثرت آپ سے ملنے کی متمنی تھی لیکن آپ نے خط لکھنے کو ترجیح دی اسکے بعد مجلس شروع کی۔

آپ طلبہ کیلئے استاذ فقیروں کیلئے محسن ضعیفوں اور کمزوروں کیلئے رحیم اور ضرورتمندوں کیلئے کریم تھے

عصر حاضر میں اپ کی شخصیت بہت بڑی نعمت تھی۔ اس پرفتن دور میں آپ قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرتے تھے۔ اور زندگی بھر شوکت اسلام کے لئے جدوجہد کرتے رہے کم از کم سعودی عرب میں آپ کی وجہ سے دینی ماحول پایا جاتا تھا اور نوجوانوں میں رغبت اسلام دیدنی تھی۔ جس کے اثرات آج بھی پائے جاتے ہیں آپ ایسے مفکر دانشور اور مصلح صدیوں بعد جنم لیتے ہیں۔ جو حقیقت میں لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتے۔ آپ کی علمی وجاہت کا ایک عالم معترف ہے اور

آج بھی آپ کی علمی کاوشوں سے ایک زمانہ مستفید ہورہا ہے۔

الشیخ یوسف بن زبن اللہ العطیر وفقہ اللہ سعودی عرب کے ممتاز تاجروں میں سے ایک ہیں۔ مالدار ہونے کے باوجود الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کے قریب ترین شاگردوں میں شمار کئے جاسکتے ہیں۔ ان کی روایت ہے کہ میں نے الشیخ رحمہ اللہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے اوران کے معمولات کو جاننے کی کوشش کی ہے اوران کے بقول جس قدر الشیخ محنت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مصروف رکھتے ہیں ہم اس مشقت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ سونے کے علاوہ تمام اوقات علمی و تعلیمی کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ دستر خوان پر بھی علمی گفتگو جاری رہتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ یہ شخص قرون اولیٰ سے تعلق رکھتا ہے اوران کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں دینی اقدار کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اور میں خوف زدہ رہتا ہوں کہ ان کی وفات کے بعد ہم کیسے زندہ رہیں گے وہ بلاشبہ بہت مشفق اور رحیم ہیں۔ جو ایک دفعہ آپ کی صحبت میں بیٹھتا ہے آپ کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔

آپ کی علمی مجالس کا تذکرہ میرے عزیز بھائی مولانا شعیب احمد میرپوری حفظہ اللہ نے بھی کیا جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کو خیر باد کہنے کے بعد وہ الشیخ رحمہ اللہ کے پاس ریاض چلے آئے اوراپنی مشکلات کا تذکرہ کیا۔ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے انہیں اپنے ہاں ٹھہرالیا۔ ان کے بقول وہ تقریباً چھ ماہ ان کی صحبت میں رہے۔ کہتے ہیں: کہ میں نے ان سے زیادہ متقی پرہیزگار زاہد، عابد، عالم باعمل، امانتدار کسی کو نہ پایا۔ آپ کے معمولات سحر خیزی سے شروع ہوتے، ظہر تک جاری رہتے، ظہرانے کے بعد مختصر قیلولہ کرتے۔ اس کے بعد رات گئے تک آپ بے حد مشغول رہتے۔

اس دوران جب نماز کیلئے اپنی گاڑی میں جاتے تو ذکرواذکار میں مصروف ہوتے کبھی مقصد کے بغیر بات نہ کی اور واپسی پر اپنے سیکرٹری سے خطوط سنتے جوان کے نام پوری دنیا سے آئے ہوتے تھے۔ اور ان کے جوابات لکھواتے۔ اسی طرح گھر پہنچ کر مختلف کتابوں کی قرات سنتے تھے اور پورے انہماک کے ساتھ ذہن نشین کرتے تھے۔ اس قدر مشغولیت کے باوجود میرا پورا خیال کرتے اور روزانہ احوال دریافت کرتے۔ اور معاملات کو سدھارنے کیلئے مختلف اقدامات کئے۔ اور بڑی شفقت سے تمام معاملات حل کرادیتے۔ مولانا شعیب احمد پرنم آنکھوں کے ساتھ ان کی دینی ملی، رفاہی خدمات کا تذکرہ فرماتے۔

علامہ الشیخ ابن باز کی یہ کیفیت دراصل ان کے اخلاص نیت کی وجہ سے تھی ان میں للّٰہیت تھی اور انہیں پاکیزہ ماحول میں پرورش پانے کا موقعہ ملا تھا۔ ایسے گھر میں جہاں ہمیشہ اہل علم جمع ہوتے اور علمی گفتگو کرتے اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم بھی شامل حال رہا۔ اوراس کی توفیق خاص سے آپ کو یہ مقام ومرتبہ ملا۔

آپ کے اساتذہ: الشیخ ابن باز رحمہ اللہ نے دنیائے علم کے ممتاز علماء اور مشائخ سے علم حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ وقت کے مقتدر محدثین، مفسرین اورفقیہہ تھے۔ علم وفضل میں ان کا کوئی بھی ثانی نہ تھا اور یہ لوگ بدعت وخرافات سے کوسوں دور تھے۔ اور الشیخ محمد بن عبدالوہاب کی تجدید دین کی تحریک کے داعی تھے۔ چند ایک کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

۱) الشیخ محمد بن عبداللطیف بن عبدالرحمٰن آل الشیخ۔

آپ 1283ھ کو ریاض میں پیدا ہوئے اور آپ نے اکابر علماء سے فیض حاصل کیا۔ آپ بہت سخی اور غریب پرور تھے مہمان نوازی اور ملنساری آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ قاضی کے علاوہ مبلغ بھی رہے۔ اورعقیدہ کی اصلاح میں آپ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔

۲) الشیخ سعد بن محمد بن علی بن عتیق رحمہ اللہ۔

آپ 1268 میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد محمد بن علی سے حاصل کی خصوصاً توحید، تفسیر، حدیث، فقہ، نحو میں عبور حاصل کیا اس کے بعد آپ 1301 میں ہندوستان تشریف لے گئے۔ اور یہاں کے ممتاز علماء سے فیض حاصل کیا ان میں شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی، علامہ نواب صدیق حسن خان، الشیخ محمد بشیر السندی رحمہم اللہ سے علمی استفادہ کیا۔

۳) الشیخ حمد بن فارس بن محمد بن فارس

آپ 1263 میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی

تعلیم اپنے والد سے پائی آپ علم فرائض اور حساب کے ممتاز عالم شمار ہوتے تھے۔ آپ کا انتقال 1345 میں ہوا۔

۴)صالح بن عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن بن حسین آل الشیخ۔

آپ سے فقہ عقیدہ کے علوم حاصل کئے۔ آپ کا شمار زاہد اور پرہیز گار علماء میں ہوتا تھا۔ آپ کا انتقال 1372 میں ہوا۔

۵)الشیخ سعد بن وقاص البخاری،

ان سے آپ نے علم التجوید پڑھا۔

۶)الشیخ محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آل الشیخ،

یہ نجد کے ممتاز علماء میں سے ایک ہیں۔ جو علم وفضل اور زہد وورع میں بلند مقام رکھتے تھے۔ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ دس سال تک ان کے ساتھ رہے اور فیض پایا۔ آپ کی تعلیمی وتربیتی خدمات نا قابل فراموش ہیں۔ اور سعودیہ کے جلیل القدر علماء کرام نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔ اور لاتعداد طلبہ نے فیض پایا ہے۔ آپ 24 رمضان المبارک 1389 کو انتقال فرما گئے۔

آپ کے تلامذہ: الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد تو سینکڑوں میں ہے۔ جو آپ کے حلقہ درس میں آ کر پڑھتے تھے۔ اور بالاستیعاب کتب تفسیر وحدیث پڑھیں اور آج یہ لوگ نہایت اہم مناصب پر فائز ہیں۔ سب کا تذکرہ تو یہاں ممکن نہیں لیکن چند ایک کے نام درج کئے دیتے ہیں:

١) معالى الشيخ راشد بن صالح بن خنين
٢) الشيخ عبدالله بن سليمان المسعرى
٣) عبدالله حسن بن قعود
٤) عبدالله بن سليمان الثرى
٥) الشيخ حمد بن سعد حمد عتيق
٦) الشيخ عبدالعزيز بن عبدالرحمن بن عبدالعزيز آل الشيخ
٧) الشيخ عبدالرحمن بن ناصر البراك
٨) حمود بن عبدالله العقلاء بن عذيان
١٠) الشيخ عمر بن عبدالعزيز بن ترك
١١) محمد بن صالح العثيمين
١٢) الشيخ عبدالمحسن بن حمد بن العباد
١٣) الشيخ عمر محمد فلاته
١٤)الشيخ محمد أمان على الحامى
١٥) ابو بكر جابر الجزائرى
١٦) الشيخ حمد بن محمد الفريان
١٧) الشيخ عبدالله بن حمد عبدالله الجلالى
١٨) الشيخ صالح بن غانم السدلان
١٩)الشيخ عبدالعزيز بن عبدالله آل الشيخ
٢٠) الشيخ عبدالله بن عبدالمحسن التركى
٢١) الشيخ عبدالله بن سليمان بن منيع
٢٢) الشيخ عطيه بن سالم
٢٣) الشيخ محمد بن ناصر العبودى
٢٤) الشيخ ربيع بن هادى المدخلى
٢٥) الشيخ طارق العيسى الكويت
٢٦) الشيخ على مشرف العمرى

مؤلفات: الشیخ رحمہ اللہ کے علم وفضل کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے درس و تدریس کے ساتھ ساتھ بے شمار کتابیں تالیف کی ہی۔ چھوٹی بڑی تمام کتابوں کو اگر شمار کیا جائے تو تقریبا ساٹھ کے قریب بنتی ہیں۔ بلاشبہ آپ کا یہ علمی ذخیرہ آپ کیلئے صدقہ جاریہ ہے اور ایک عالم ان سے مستفید ہو رہا ہے۔

آپ کا اسلوب بیان نہایت عمدہ اور سلیس ہے پڑھنے والے کے دل میں بات اترتی چلی جاتی ہے اپنی بات کو ثابت کرنے کیلئے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتے ہیں۔ اور سلف صالحین کی آراء کا تذکرہ نہایت احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔ اختلافات کی صورت میں بھی دوسروں کی آراء کو خندہ پیشانی سے لیتے ہیں۔ اور بڑے ادب کے ساتھ مناقشہ کرتے ہیں۔ آپ کی جملہ تالیفات طبع ہو چکی ہیں، اور ہر عام وخاص کیلئے مفت تقسیم کی جاتی ہیں۔

آپ کا کتب خانہ: کتاب کی اہمیت سے کون واقف نہیں۔ کتاب کے بغیر صاحب علم کی حالت اس مچھلی کی سی ہے جسے پانی سے باہر نکال دیا جائے۔ خاص کر ایسی شخصیت جسکا اوڑھنا بچھونا درس وتدریس ہو۔ الشیخ رحمہ اللہ کتابوں کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے تھے اور ہر نئی کتاب منگوا کر اس کا مطالعہ کرتے اور اسکے محاسن یا نقائص کی فوری نشاندہی کرتے تھے۔ آپ کا کتب خانہ بہت بڑا تھا جس میں امہات الکتب، مصادر و مراجع موجود تھیں۔ خاص کر ایسی کتابیں جن سے کوئی طالب علم مستغنی نہ ہوسکتا ہو۔ اس میں تفاسیر احادیث، مسانید، معاجم، فقہ، اصول، تاریخ، سیرت مغازی،

عربی ادب، حالات حاضرہ وغیرہ کے علاوہ بہت سے موضوعات پر کتابیں موجود ہیں۔

آپ کے مکتبہ میں ایک حصہ مخطوطات پر مشتمل ہے۔جس میں بعض نادر مخطوطات بھی شامل ہیں۔

آپ کی عملی زندگی: یوں تو الشیخ رحمہ اللہ کی پوری زندگی بہترین نمونہ ہے اور آپ نے بھرپور اور مصروف زندگی گزاری ہے۔

ابتداء میں آپ دلم میں مقیم تھے یہاں پر آپ قاضی کے منصب پر فائز ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ مرکزی جامع مسجد میں خطیب و امام رہے۔ اوقاف کی تمام مساجد کے مشرف اور ھیئۃ الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کے محاسب تھے۔ دارالافتاء کے انچارج اور دیگر بہت ساری ذمہ داریاں سرانجام دے رہے تھے۔

آپ کا قلبی رجحان تعلیم کی طرف تھا۔ یہی باعث ہے کہ جہاں بھی رہے آپ نے تدریس کا فریضہ ضرور سرانجام دیا ہے۔ ابتدائی طور پر آپ ریاض معھد العلمی اور کلیۃ الشریعۃ میں استاد مقرر ہوئے۔ یہ 1371ھ کی بات ہے جب آپ کے شیخ حضرت علامہ مفتی محمد بن ابراہیم آل الشیخ نے آپ کو اس کام پر مامور کیا یہاں ایک عرصہ تک آپ یہ خدمت سرانجام دیتے رہے اور لاتعداد شاگردوں نے آپ سے استفادہ کیا۔ آپ کا اسلوب تدریس بہت منفرد تھا۔ تمام طلبہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے اور آپ کی تدریس سے متاثر تھے۔

الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں آپ کی خدمات جلیلہ

آپ 1381ھ میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے نائب رئیس مقرر ہوئے۔ اس وقت الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رئیس الجامعہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد 1390ھ میں آپ اس کے رئیس (چانسلر) بنادیئے گئے تھے۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ ایک ممتاز معروف علمی دانشگاہ ہے۔ جو دنیاء اسلام کی بڑی یونیورسٹیوں میں شمار ہوتی ہے۔ اسلامی علوم اور ثقافت کے فروغ میں اس جامعہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ اور ہزاروں کی تعداد میں تشنگان علوم اس سے وابستہ ہیں۔ اور اب تک ہزاروں علماء مفکرین، دانشور اور سکالر یہاں سے فارغ التحصیل ہوکر اکناف عالم میں دینی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی وتربیتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان میں سے اکثر بڑے بڑے جامعات کے مدیر رئیس یا جمعیتوں میں اہم مناصب پر فائز ہیں۔ اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ اسلامیہ کا خاص امتیاز اس کا جاندار نصاب تعلیم ہے اس کی تدریس سے طلبہ میں سلفی فہم جو کہ کتاب و سنت پر مبنی ہے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس ادارے ہی کی کوششوں سے آج پوری دنیا میں سلفی منہج عام ہوا ہے۔ اور یہ چشمہ آج بھی جاری ہے جس سے پوری دنیا کے مسلمان سیراب ہورہے ہیں۔

آپ کی ریاست میں اس ادارے نے بے پناہ ترقی کی۔ آپ کی پوری توجہ معیار تعلیم پر ہوتی۔ دنیا بھر سے نامی گرامی اساتذہ کی خدمات حاصل کیں۔ جنہوں نے اپنے علم وفضل سے دنیا بھر سے آئے ہوئے طلبہ کو مستفید کیا۔ پاکستان سے محدث عصر حضرت علامہ حافظ محمد گوندلوی حضرت علامہ عبدالغفار حسن، ایسی نابغہ روزگار ہستیوں کو تدریس کیلئے طلب کیا جنہوں نے ایک عرصہ تک یہ خدمات سرانجام دیں۔

آپ کا معمول تھا کہ خود کلاسوں کا دورہ کرتے اور اساتذہ کرام کی تدریس کا جائزہ لیتے۔ اور حسن کارکردگی پر تحسین کرتے اور کوئی ملاحظات ہوتے تو مناسب طریقے سے استاذ کو سمجھاتے تھے۔ آپ اساتذہ کرام کے ساتھ ذاتی تعلق رکھتے اور ان کے آرام اور راحت کا خیال کرتے اور ان کی خدمات پر حوصلہ افزائی کرتے۔ مختلف مراحل کے اساتذہ کے ساتھ مجالس منعقد کرتے۔ اور پند و نصائح فرماتے عقیدہ کی اصلاح کے ساتھ کتاب و سنت کے منہج کی اہمیت بیان کرتے اور طلبہ کے سامنے عملی زندگی پیش کرنے کی ضرورت کا احساس دلاتے۔ اور نہایت شفقت سے پیش آتے۔ اور آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ سال کے آخر میں ایک اجتماع منعقد کرتے اور عمدہ کارکردگی پر انعامات سے نوازتے۔ آپ ہر ہفتہ ایک لیکچر کا اہتمام کرتے۔ اور تمام اساتذہ اور طلبہ کو اس میں شریک کرتے۔ اور طلبہ میں پڑھنے اور عملی زندگی گزارنے کا شوق پیدا کرتے۔

آپ کی خصوصیات میں یہ بات بہت اہم ہے کہ آپ انتہا پسندی سے اجتناب کرتے ہمیشہ اعتدال کا راستہ اختیار کرتے۔ اور ہٹ دھرمی اور تشدد کو ناپسند کرتے اور اس کی تلقین اپنے شاگردوں کو کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ جن حضرات علماء نے آپ سے براہ راست پڑھا ہے آج بھی وہ آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور دنیا ان سے فیض حاصل کر رہی ہے۔

عالم اسلامی کیلئے آپ کی خدمات:

الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فیض صرف سعودیہ تک محدود نہیں ہے بلکہ آپ نے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک میں بھی اسلام اور مسلمانوں کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل علماء کرام کو اکناف عالم میں بطور استاد داعی و مبلغ مبعوث کرتے تاکہ اپنے اپنے ممالک میں جا کر دین کی دعوت کا کام کر سکیں علاوہ ازیں جن ممالک سے علماء میسر نہ آتے وہاں دیگر علماء کی خدمات حاصل کی جاتیں۔ اور انہیں مبعوث کیا جاتا تھا۔ ان علماء کی خدمات کا نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں جامعہ اسلامیہ کی تعلیمات کے اثرات نظر آتے ہیں۔ اور ان علماء نے جہاں دعوتی کام کیا وہاں انہوں نے جس ادارے میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کا نصاب تبدیل کر کے اسے کتاب وسنت کے مطابق بنا دیا۔ الشیخ رحمہ اللہ کی خدمات بہت زیادہ ہیں لیکن آپ کا یہ صدقہ جاریہ سب سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ جس کے اثرات قیامت تک رہیں گے۔ ان شاء اللہ

اساتذہ جامعہ اور اس کے طلبہ کا آپ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا اور ایک لمحہ بھی آپ کی جدائی برداشت نہ کرتے تھے۔ سب طلبہ کی کفالت کرتے، شادی شدہ کو وظائف دیتے جو طالب علم اپنے اہل خانہ کو لانا چاہتا اسے ویزہ دے دیتے۔ جامعہ اسلامیہ میں آپ کو ایک والد کی حیثیت حاصل تھی۔ جب آپ کا تبادلہ ریاض کیا گیا اور دارالافتاء کا رئیس بنایا گیا تو الوداعی تقریب جامعہ کی مسجد میں منعقد ہوئی۔ طلبہ اور اساتذہ نے تقریریں کیں اور اپنے جذبات کا اظہار کیا یہ منظر اس قدر جذباتی ہوا کہ پوری مسجد رونے کی آواز سے گونج رہی تھی۔ تمام بڑے چھوٹے آپ کے فراق پر غم زدہ تھے۔ آپ نے آخر میں چند کلمات ارشاد فرمائے اور طلبہ کو پند ونصائح کے ساتھ تسلی دی اور کہا کہ میں ریاض ضرور جا رہا ہوں لیکن میرا دل ہمیشہ مدینہ منورہ میں رہے گا۔ اور اگر آپ طلبہ اور اساتذہ نے میری باتوں کو حرز جان بنا لیا تھا تو آپ ہمیشہ مجھے اپنے درمیان پائیں گے۔

رئیس لادارات البحوث الاسلامیہ والافتاء والدعوۃ والارشاد

ایک شاہی فرمان کے ذریعے 1395ھ میں آپ کو چیئر مین مقرر کیا گیا اور آپ کا رتبہ وزیر کے برابر قرار دیا۔ اس ادارے کے ذریعے آپ نے بہت کام کئے اعلیٰ علمی تحقیقی کتابیں شائع ہوئیں اور دارالافتاء میں آنے والے تمام فتاویٰ کو باقاعدہ کتابی شکل میں طبع کرایا گیا۔ اور سعودیہ میں طبع ہونے والی ہر کتاب کی منظوری یہی ادارہ دیا کرتا تھا۔ جس پر الشیخ رحمہ اللہ کا اجازت نامہ شامل ہوتا تھا۔ اور دنیا بھر میں داعی اور مبلغ مبعوث ہوئے۔ جن کی تعداد بلا مبالغہ ہزاروں ہے۔ اور بعض دعاۃ تو آپ کی خصوصی اعانت پر یہ فریضہ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور ان کی کارکردگی بلاشبہ قابل قدر ہے۔ کام کی وسعت اور زیادتی کی وجہ سے 1413ھ میں ایک اور شاہی فرمان جاری ہوا۔ جس کی رو سے دعوۃ وارشاد کا شعبہ الگ کر دیا گیا۔ اور ایک نئی وزارت قائم کر دی گئی اور آپ کو مفتی عام المملکۃ العربیۃ السعودیہ کے عہدِ جلیلہ پر فائز کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ہیئۃ کبار العلماء کا چیئر مین بھی مقرر کیا گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ دیگر بہت سارے عالمی خیراتی اداروں کے سربراہ بھی مقرر ہوئے۔ مثلاً رابطہ العالم الاسلامی کے تاسیسی صدر المجمع الاسلامی مکہ مکرمہ کے صدر الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کی مجلس اعلیٰ کے ممبر ھیئۃ العلیا للدعوۃ الاسلامیہ کے مستقل ممبر الندوۃ العالمیۃ للشباب الاسلامی کی مجلس شوریٰ کے ممبر وغیرہ۔

آپ کی دعوتی اور خیراتی خدمات:

یوں تو آپ کی پوری زندگی دعوت وتبلیغ میں گزری ہے۔ لیکن بعض دعوتی خدمات ایسی ہیں جنہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ مثلاً آپ نے بعض اسلامی مراکز کے ساتھ مستقل مالی تعاون جاری رکھا۔ اور ان کے ذریعے مبلغین مختلف علاقوں میں دعوتی کام کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے اسلامی

جہاد اور مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے بھی دل کھول کر تعاون کیا۔خصوصا افغانستان، بوسنیا، چیچنیا، کشمیر، ارٹیریا، صومال، برما، فلپائن وغیرہ کے مسلمانوں کے ساتھ دامے درمے سخنے تعاون کیا۔لوگوں کی ضروریات کا خاص خیال کرتے بالخصوص اگر ضرورت مند آپ کے پاس پہنچ جاتا تو اسے خالی ہاتھ کبھی نہ لوٹاتے۔ اپنی جیب خاص سے اسکی مدد کرتے تھے۔ دینی تعلیمی اداروں کیلئے اہل ثروت اور محسنین کو توجہ دلاتے۔ اور سفارشی خطوط لکھ کر دیتے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش نظر رکھتے "مــن يشفع شفعة حسنة يكن له نصيب منها (القرآن)"۔

سعودی عرب کویت اور خلیجی ممالک کے تمام تاجر آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کے سفارشی خطوط کو دیکھ کر ہمیشہ تعاون کرتے تھے۔ رمضان المبارک میں آپ کے پاس دنیا بھر سے لوگ آتے تھے جو اپنے اداروں کیلئے چندہ جمع کرتے تھے۔ازدحام ہونے کے باوجود آپ کے ماتھے پر شکن نہ پڑتی تھی۔ بلکہ ہر ایک کو خندہ پیشانی سے ملتے اور پوری توجہ سے بات سنتے تھے اور پورے خلوص سے تعاون کرتے تھے یہ آپ کی کریم النفسی تھی کہ یہ تمام لوگ آپ کے مہمان ہوتے اور صبح و شام آپ کے دستر خوان پر کھانا تناول کرتے تھے۔

مساجد کے قیام میں آپ کا کردار لائق تحسین ہے۔ پوری دنیا میں لاتعداد مساجد آپ کے خصوصی تعاون سے تعمیر ہوئی ہیں آپ حسب ضرورت اور طلب محسنین کے نام خطوط لکھتے تھے جہاں مسجد بنانا مقصود ہوتی کسی کو مکلف کرتے اور تمام اخراجات ادا کر دیتے تھے آپ کی سعی سے سعودیہ میں یہ رجحان پیدا ہوا۔اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے ادارے وجود میں آ گئے۔ جو مساجد کے قیام میں مدد دینے لگے۔

الشیخ رحمہ اللہ کی زندگی کا ایک ایک پہلو اس لائق ہے کہ اسے اجاگر کیا جائے تاکہ موجودہ نوجوان نسل آپ کے کارہائے نمایاں سے آگاہ ہو۔اور بالخصوص آپ کی نجی زندگی ان کیلئے مشعل راہ بن سکے۔

آپ بلاشبہ موجودہ عصر کے امام تھے اور آیت من آیات اللہ تھے۔آپ موجودہ علماء کیلئے ایک قدوہ ہیں زہد و تقویٰ اور ورع میں آپ عدیم المثال ہیں بہت عبادت گزار تھے ہر وقت آپ کی زبان اللہ کا ذکر کرتی پیر کے دن روزے سے ہوتے تہجد گزار اور نوافل کا اہتمام کرتے یہ اعلیٰ و ارفع مقام اسی ریاضت کا نتیجہ ہے آنکھوں کی نعمت سے محروم ہونے کے باوجود آپ نے کمال درجے کی زندگی گزاری ہے اور نور بصیرت سے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک اجر و ثواب کا باعث ہیں۔

وفات: الشیخ ابن باز رحمہ اللہ اگرچہ عمر کے آخری حصے میں کمزور ہو گئے تھے مگر انہوں نے اپنے معمولات ترک نہ کئے جہد مسلسل کے قائل تھے۔ گرمیوں کے موسم میں آپ طائف تشریف لے جاتے اور تمام فرائض بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ آپ نے اپنی عملی زندگی میں ایک دن بھی رخصت نہیں لی۔

یہ عظیم المرتبت انسان، بحر العلوم، امام وقت، داعی، مصلح، مفتی عام دل کی حرکت بند ہونے سے بتاریخ ۲۷/۱/۱۴۲۰ھ کو طائف میں انتقال فرما گئے۔اور جمعۃ المبارک کو جمعہ کی نماز کے بعد آپ کا جنازہ مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں معالی الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل حفظہ اللہ نے پڑھایا۔آپ کے جنازے میں لاکھوں افراد شامل ہوئے۔ سعودیہ کے علاوہ کویت خلیجی ممالک کے ہزاروں لوگ جنازہ میں شریک ہونے کیلئے مکہ مکرمہ پہنچے۔ خادم الحرمین الشریفین ولی العہد اور کابینہ کے ارکان کے علاوہ تمام مشائخ اور علماء نے پرنم آنکھوں سے آپ کو الوداع کیا اور مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے۔

آپ کی وفات پر پوری دنیا کے مسلمان غمگین ہوئے اور ہر جگہ غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بلاشبہ ایسی نابغہ روزگار ہستیاں روز روز جنم نہیں لیتیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے آمین۔

اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا:

☆ الانجاز في ترجمة الامام عبدالعزيز بن باز

☆ مجلة البحوث الاسلامية، الرياض

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆